نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا راشد الحق سمیع

نیٹو سپلائی کی بحالی کی حکومتی تیاریاں' پاکستان ایک بار پھر برائے فروخت

کبھی کبھی ایک شخص کی ذاتی غلطی اور مفاد کا خمیازہ صدیوں تک اقوام وملل کو بھگتنا پڑتا ہے۔ بدنصیب پاکستان اور اس کی ملت ''مرحومہ'' اس کی بدترین مثال ہے۔ ننگ دین' ننگ وطن' ننگ ملت پرویز مشرف نے نائن الیون کے بعد پاکستان کو امریکی بے حاصل جنگ کا ایندھن بنانے پر مجبور کردیا تھا۔ آج امریکی غلامی میں پاکستان کو جتے ہوئے گیارہ سال ہونے کو ہیں لیکن پاکستانیوں کی شب دیجور کی صبح آزادی کا سورج دور دور تک طلوع ہوتا نظر نہیں آرہا اور اگر کچھ نظر آرہا ہے تو وہ ٹوٹے پھوٹے آنگن میں پاکستانیوں کی چالیس ہزار کی لگ بھگ لاشوں کے انبار اور پشتے ہی نظر آرہے ہیں' پاکستانی افواج' پولیس اور مزاحمتی گروپس ایک دوسرے کو صفحۂ ہستی سے مٹانے میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ عمل اور ردعمل کا ایک خوفناک منظر گزشتہ کئی برسوں سے پاکستان کی سرزمین پر نظر آرہا ہے۔ بھائی بھائی کو کاٹ رہا ہے' دھرتی ماں کے ہر شہر اور ہر قریہ میں آگ وخوں کے لاوے اُبل رہے ہیں اور پاکستان کی گلی گلی میں قیامتِ صغریٰ کا منظر ہر طرف نظر آرہا ہے۔ نام نہاد جنگ میں امریکہ کے اتحادی بننے کے بعد پاکستانیوں کو قسم قسم کے سبز باغات دکھائے گئے تھے اور پتھر کے زمانے میں پہنچانے کے ڈر سے ڈرایا گیا تھا لیکن اس ''سودے'' میں تو وطن کی آزادی بھی سلب ہوگئی۔ اقتصادی بربادی کے نشانہ بھی ہم ہی بنے' انرجی وسیاسی بحرانوں اور امریکیوں کی پے درپے سازشوں اور ''مہربانیوں'' نے بالآخر ہمیں تیزی سے پتھر کے زمانے میں پہنچا ہی دیا۔

ے یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

نتیجتاً آج ہزاروں پاکستانی یتیم بچوں کی چیخ وپکار' جوان بیواؤں کی آہوں اور زخم خوردہ ماؤں کی بددعاؤں سے فلکِ نیلگوں کا رنگ خونِ شہیداں کے رنگ مانند سرخی مائل نظر آرہا ہے' فرش تا عرش سب کے سینے شق اور آنکھیں جوئے خوں کے تلاطم سے لبریز نظر آرہی ہیں' امریکہ اور نیٹو نے پاکستانیوں کو اتحادی ہونے کی ایسی ایسی سزائیں دی ہیں کہ تاریخ انسانی میں اس دوست نما دشمن کی ''مہربانیوں'' کی مثال نہیں ملتی۔

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو؟

بہرحال مسلسل ڈرون حملوں کے ساتھ ساتھ چند ماہ قبل امریکہ اور نیٹو نے نان نیٹو اتحادی پاکستان کو سلالہ چیک پوسٹ پر چھبیس بے گناہ فوجیوں کی شہادت کا تحفہ بھی دے دیا۔ جس کے نتیجے میں امریکہ اور نیٹو کی پاکستان کے راستے جاری نیٹو رسد فوری طور پر بند کردی گئی۔ لیکن درونِ خانہ کچھ عرصے بعد ہوائی راستوں کے ذریعے رسد جاری

رہی۔ پھر موجودہ امریکی مفادات کے غلام حکمرانوں نے دوبارہ امریکی آقا کی جنبش اَبرو پر نیٹو سپلائی کی بحالی کا پروگرام حتمی کردیا ہے۔ اب صرف رسما پارلیمنٹ کے کندھے کو استعمال کرنے کی تیاریاں مکمل ہوچکی ہیں۔ اور ہفتہ دس دنوں میں پارلیمنٹ یہ ''مقدس فریضہ'' یعنی پاکستان کو فروخت کرنے کے منصوبے کا باقاعدہ فیصلہ کرنے والی ہے۔ طرفہ تماشہ یہ کہ اسی پارلیمنٹ نے امریکی مداخلت اور ڈرون حملوں کے خلاف امریکہ کی مخالفت میں اس سے قبل کئی مرتبہ قراردادیں پاس کیں ہیں اور جسکی سیاہی خشک ہونے سے پہلے پہلے امریکہ نے ڈرون حملے کے ذریعے پاکستان کی خودمختاری اور پارلیمنٹ کے وقار کی دھجیاں اُڑادیں۔ لیکن اب کے امریکی حمایت میں اس قرارداد کیلئے امریکی حکومت اور حکمران بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کررہے ہیں۔ ارکان پارلیمنٹ کیلئے بھی یہ فیصلہ کرنا انتہائی شرمناک اور ذلت آمیز ہوگا پھر تاریخ میں میر جعفر' میر صادق اور پرویز مشرف کے بعد ان ارکان پارلیمنٹ کا نام ہمیشہ کیلئے غداران ملک وملت کی فہرست میں لکھا جائے گا کہ ان بدبخت ''رہنماؤں'' نے مادرِ وطن کو چند ڈالروں کے عوض فروخت کردیا تھا۔

ع قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند

لیکن یہاں پر یہ امر انتہائی خوش آئند ہے کہ ''دفاع پاکستان کونسل'' نے بڑی مستعدی کے ساتھ امریکی عزائم اور نیٹو سپلائی کی بحالی میں بھرپور مزاحمت کا مظاہرہ ان پانچ چھ ماہ میں بڑی بہادری کے ساتھ کیا۔ گو کہ اس جرأت مجاہدانہ کی سزا اور جرم حمیت کی پاداش میں پہلے پہل دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے ادارے دارالعلوم حقانیہ پر موجودہ حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل میں چند گمنام لوگوں کا نام لے کر ملوث کرانے جیسی شرمناک نوعیت کے بے بنیاد الزامات لگائے (اسی طرح امریکہ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے خلاف مزید کئی سازشیں بھی تیار کررکھی ہیں) پھر اس کے بعد دفاع پاکستان کونسل کی انتہائی بااثر پارٹی ''جماعت الدعوۃ'' کے امیر پروفیسر حافظ محمد سعید کے سر پر ایک کروڑ ڈالر کا انعام بھی رکھا' اسی طرح اہل سنت والجماعت کے صدر مولانا احمد لدھیانوی کی جماعت پر بھی پابندی لگائی گئی لیکن ان تمام قائدین کے پائے استقامت میں کوئی جنبش نہ آئی۔ انشاءاللہ یہ تمام قائدین پاکستان اور اس کے کروڑوں عوام کو امریکی غلامی کی لاحاصل جنگ سے آزادی دلاکررہیں گے۔

ع نہ ہم منزل سے باز آئے نہ ہم نے کارواں چھوڑا

اس سلسلے میں دفاع پاکستان کونسل نے ۲۷رمارچ کو پارلیمنٹ ہاؤس کے مشترکہ اجلاس کے موقع پر ایک بہت بڑے مظاہرے کا اہتمام بھی کیا اور ارکان پارلیمنٹ اور حکومت کو اس فیصلے سے دور رکھنے کے لئے جمہوری احتجاج کیا۔ اس طرح قومی بیداری اور عوامی سطح پر شعور بیدار کرنے کیلئے پشاور میں 15 راپریل 2012 کو ایک بہت بڑے عظیم جلسے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے جس میں صوبہ خیبر پختونخوا جو اس جنگ میں سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے کہ عوام سے اظہار یکجہتی وہمدردی کی جائے گی اور نیٹو سپلائی کی بحالی' ڈرون حملوں کے خلاف پُرزور اور پُراثر احتجاج کیا جائے گا۔ دفاع پاکستان کونسل عوامی سطح پر امریکی مزاحمت کے خلاف ان شاء اللہ اپنی پرامن جدوجہد جاری رکھے گی اور اس سلسلے

میں امریکہ، موجودہ حکومتی حکمران اور لبرل پارٹیوں سمیت ایک آدھ برائے نام مذہبی سیاسی جماعت کی مخالفت اور لومۃ لائم کی کوئی پرواہ نہیں رکھے گی کیونکہ جنہوں نے خود پاکستان برائے فروخت کمیٹی (سفارشات کمیٹی) کے ممبر کی حیثیت سے پہلے تمام شرمناک سفارشات پر مبنی مسودے پر خاموشی اور بغیر کسی ''تحفظات'' کے اظہار کے دستخط کر دیئے اور بعد میں موسمی ہواؤں کے رخ، عوامی غیض وغضب سے بچنے کے لئے اور دفاع پاکستان کونسل کی پُر اثر تحریک کے مقابلے میں بے جان سا احتجاج بلند کیا۔ کاش کہ پشاور میں ''اسلام زندہ باد'' کیساتھ ساتھ انکا ماٹو ''امریکہ مردہ باد کانفرنس'' ہوتا تو انکی حقیقی سیاست اور امریکی مخالفت کی قلعی کھل جاتی لیکن اس کیلئے تو جرأت مومنانہ اور شیر کا سینہ چاہیے۔ بنیاد پرستی اور قدامت پرستی کے طعنوں سے بچنے والے مصلحت اور سیاست برائے سیاست کرنے والے اور ''تحفظات'' کا ورد کرنے والے، شریعت بل کی مخالفت کرنے والے اور بات بات پر دفاع پاکستان کونسل کی قیادت پر لعن طعن، جگ ہنسائی اور مسلسل الزامات وتبرا کرنے والے اور اِن کی مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ پر موجودہ حکومت کے سنگین الزامات لگانے پر بھی خاموش تماشائی بننے والوں (حالانکہ اس جماعت کی اول تا آخر چھوٹی بڑی قیادت جامعہ حقانیہ سے فارغ التحصیل ہے، انہیں کم سے کم زرداری حکومت اور رحمان ملک کے خلاف رسماً دو سطری مذمتی بیان تو دینا چاہیے تھا لیکن انہیں اس کی بھی توفیق نہ ہوئی) کی دورنگی سیاست مکمل بے نقاب ہو چکی ہے۔ کاش کہ چار سال تک امریکی اتحادی حکومت کا حصہ بننے والی یہ جماعت ایک ہرجائی سرمایہ دار کی بے وفائی کی وفاداری میں حکومت نہ چھوڑتی بلکہ ڈرون حملوں اور بڑھتی ہوئی امریکی مزاحمت میں زرداری حکومت کو خیرباد کہتی تو کچھ بات بن جاتی۔ معلوم نہیں کہ دفاع پاکستان کونسل کی بے وجہ مخالفت در مخالفت کرنے والے اصل میں کن قوتوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ دفاع پاکستان کی مخالفت میں امریکہ، نیٹو، پیپلز پارٹی، اے این پی، صاحبزادہ فضل کریم اور یہ جماعت بائیں بازو اور کفری طاقتوں کی ہم زباں کیوں ہے؟ دفاع پاکستان کونسل اور مولانا سمیع الحق صاحب کی قیادت پر تو حتیٰ کہ پاکستان کی تمام اقلیتیں مثلاً ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی بھی متحد ہیں اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ دفاع پاکستان کونسل امریکی غلامی سے نجات سے یک نکاتی ایجنڈے پر بھرپور عمل کرائے ہم بھی انکا ساتھ دیتے رہیں گے۔ اسی طرح دفاع پاکستان کونسل کے چیئرمین کی قیادت پر حسب سابق ملک کی تمام چھوٹی بڑی مسلکی جماعتیں اور شخصیات بھی متفق ہیں اور اس جماعت کو بھی بار بار شمولیت کی دعوت دی گئی اور دی جارہی ہے لیکن ذاتی اَنا کا کیا کیجئے۔ وہ خود سوچیں کہ محض سیاسی اختلاف کی بناء پر ہر اچھے کام اور ہر اچھی تحریک کی ہر وقت اور ہر۔ور میں مخالفت کرنا اور تنگ نظری کی سیاست کا مظاہرہ کرنا اور اس نازک ترین وقت پر بھی اپنا ایک الگ تشخص قائم رکھنا اور خود کو صرف معیارِ حق اور مسلک دیوبند اور شیخ الہند کا اکلوتا ترجمان کہنا کہاں کی دانست اور کہاں کی سیاست ہے؟ پھر اُس گروہ کے چھوٹے بڑے عہدیدار ٹی وی چینلو کے مذاکروں اور جلسوں میں استاذ العلماء حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی تحقیر اور طعن وتشنیع بڑے ''ذوق وشوق'' سے فرماتے ہیں، کیا شیخ الہندؒ کی یہی تعلیمات تھیں؟ بہرحال اس تمام افسوسناک صورتحال اور اس مزاحمتی طرزِ عمل ومنفی سیاست پر بجز اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تُو کیا ہے
تم ہی کہو کہ یہ ''اندازِ گفتگو'' کیا ہے؟